سیرت النبی ؐ کلام اقبال کے آئینے میں

*شگفتہ فردوس

**یاسمین کوثر

Abstract

Mankind was introduced to Islam by the our beloved prophet Muhammad (Peace be upon him). Allah acknowledged greatness of this precious Being in the Qur'an and made his obedience necessary with His obedience. His praise has been the favorite subject of our Ummah. In every period and era, scholars and poets paid tribute to his charismatic personality in their own styles. One of the great names of them is Allama Iqbal who is devoted to his love of the Holy Prophet (PBUH). Especially in his poetry he presented his comprehensiveness and integrity as a practical model of the Qur'anic teaching. Iqbal's poetry presents Holy Prophet's (PBUH) character as example for the Ummah. Iqbal strongly desired mankind and especially Muslims to follow Holy Prophet's (PBUH) teaching to succeed in this world and hereafter.

رسولانِ عظام میں رسولِ اکرمؐ شبِ تارِ الست میں پھوٹنے والا وہ اولیں نور ہیں جو پیکرِ خاکی میں ڈھل کر نمودار ہوا تو کائنات کو اپنے فکر و عمل سے بقعۂ نور بنا دیا، جہالت و ظلمت کی تاریکیوں میں غلطاں اہلِ عرب کو فصاحت و بلاغت سے آشنا کیا۔ اپنے قول و فعل سے نسل انسانی کے تحفظ، بقا اور فلاح کا وہ در وا کیا جو تا قیامت بہترین انسانی منشور بنا۔ اِسی حسنِ صورت و حسنِ سیرت کے پیکر کو تمام انبیاء و رُسل کی شخصی صفات کا جامع بنا کر اللہ ربّ العزت نے خود فرمادیا کہ "ورفعنا لک ذِکرک۔"[1] یہی وجہ ہے کہ سیرت نگاری اُمتِ مسلمہ کا محبوب موضوع رہا اور ہر دور میں آپؐ کی کرشماتی شخصیت کو علما و شعراء نے اپنے اپنے انداز میں خراجِ تحسین کیا جیسا کہ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی لکھتے ہیں:

"رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت، آپؐ کی حیاتِ طیبہ، شمائل و خصائل کا بیان اُمتِ محمدیؐ کا محبوب موضوع رہا ہے، دورِ رسالتؐ سے صحابہؓ اور صحابیاتؓ نے اسے روایت و قلم بند کرنا شروع کیا اور یہ محبوب مشغلہ آج تک اُمت میں جاری و ساری ہے۔ زمان و مکاں کا ہر دور، ہر زمانہ اور ہر دن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، ذرہ ذرہِ کائنات سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اکملیت و جامعیت اور مدحت و رفعتِ ذکر کا شاہد ہے۔"[2]

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق سیرت کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعاتِ

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو/ڈائریکٹر اسٹوڈنٹ افیئر، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

**جزوقتی لیکچرار شعبہ اردو، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

زندگی (سوانح) پر ہوتا رہا ہے اور اب بھی اس کا خصوصی مفہوم یہی ہے۔[3] علامہ اقبال نے سیرت پاکؐ کے ان تمام جملہ شمائل وخصائل کو اپنی فکر کا مرکز و محور بنایا۔ آپؐ سے عقیدت، وارفتگی و شیفتگی کا تجزیہ کرنے کے لیے ان کے خیالات کو تین حصوں، حب نبویؐ، شمائل نبویؐ اور خصائل نبویؐ میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔

1۔حب نبویؐ:

علامہ اقبال بے مثل شعری صلاحیتوں کے حامل تھے ان کا فارسی واُردو کلام ہو یا نثر میں اُن کے خطوط و خطبات، سب حبِّ الٰہی اور اطاعتِ رسولؐ سے لبریز ہیں۔ ان کی شاعری میں نبی اکرم سے محبت کا اختصاصی رنگ جھلکتا ہے۔ وہ ایک سچے مسلمان اور عاشقِ رسولؐ تھے۔ ان کی آپؐ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کا نام مبارک سن کر آنکھوں میں آنسو آجاتے، بے پناہ وارفتگی ورقت قلب پیدا ہو جاتی جیسا کہ "روزگار فقیر" میں سید وحید الدین فقیر نے بھی لکھا:

"ذات رسالت مآبؐ کے ساتھ انھیں جو والہانہ عقیدت تھی اُس کا اظہار اُن کی چشم نمناک اور دیدہ تر سے ہوتا تھا کہ جہاں کسی نے اُن کے سامنے حضورؐ کا نام لیا ان پر جذبات کی شدت اور رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے"[4]

اسی طرح مولانا عبد المجید سالک، علامہ اقبال کی رسول اکرمؐ سے بے بایاں محبت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان کے گداز قلب اور رقت احساس کا یہ عالم تھا کہ جہاں ذرا حضور سرور کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت ورحمت یا حضور سرور کائنات کا ذکر آتا تو حضرت علامہ کی آنکھیں بے اختیار اشک بار ہو جاتیں اور دیر تک طبیعت نہیں سنبھلتی۔"[5]

اس کیفیت کے باوجود آپؐ کی سیرت کے بیان میں علامہ اقبال نے غلو سے کام نہیں لیا بلکہ آسان انداز میں اپنا مؤقف بیان کرتے تاکہ بات سننے والے کے دل تک رسائی حاصل کرے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر طاہر فاروقی رقمطراز ہیں:

"علامہ اقبال کی طبیعت میں اس قدر سوز و گداز تھا اور آپ حبِّ رسولؐ میں اس قدر سرشار تھے کہ جب کبھی حضور علیہ السلام کا ذکر خیر ہوتا بے تاب ہو جاتے اور دیر تک روتے رہتے۔ اگر کسی وقت آپ سرکار دو

عالم کی سیرت پاک کے کسی عنوان پر گفتگو فرمانے لگتے تو ایسی عام فہم، سیر حاصل اور شگفتہ بحث کرتے تھے کہ ہر موافق و مخالف گرودہ ہو جاتا تھا۔"[6]

علامہ اقبال کی اس والہانہ عقیدت کا اندازہ ان کی ان نظموں سے بھی لگایا جا سکتا ہے جس میں ان کی مدح کا مرکز و محور آپؐ کی ہستی ہے ان کی مدحت میں وہ کہتے ہیں کہ اس فلک کا خیمہ ان ہی کے نام سے ایستادہ ہے، اور اسی سے زندگی میں حرکت و حرارت ہے وہ اس نام سے نسبت کو سرمایہ حیات اور فخر و توقیر کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے "اسرار خودی" میں فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کے دلوں میں آپؐ کی محبت بستی ہے:

دردِل مسلم مقامِ مصطفیؐ است　　　آبروئے ما زنامِ مصطفیؐ است[7]

اس شعر کی وضاحت کرتے ہوئے پروفیسر محمد عثمان لکھتے ہیں:

"(ان کی) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت محض جذباتی یا مذہبی نوعیت کی نہیں رہتی یہ محبت شخصی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نصب العین، ایک اسوۂ حسنہ، انسانی سیرت کی ایک معراج سے محبت ہے۔"[8]

علامہ اقبال کا کلام قرآن و حدیث کے آفاقی پیغام کی ہی وضاحت کرتا ہے۔ جو مومنین پر واضح کرتا ہے کہ رسول اکرم سے نہ صرف محبت کی جائے بلکہ تقوی اختیار کرنے والا آپؐ کے اتباع کو اپنے اوپر لازم کر لے۔ انہوں نے آپؐ کی سیرتِ مبارکہ اور اوصافِ حمیدہ کو مسلمانوں کے لیے مشعل راہ اور راہِ نجات قرار دے کر اسے دین کی اصل روح کہا اور اس سے دوری کفر و گمراہی قرار دی:

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　　اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است[9]

"خود کو مصطفیٰؐ تک پہنچاؤ کہ اصل دین یہی ہے۔ اگر ان تک آپ نہ پہنچ سکے تو سب بولہبی ہے یعنی کفر ہے"

اس کی بنیادی وجہ ہے کہ خدا کی ذات کے لیے ایمان بالغیب کی ضرورت ہے اور نبی رحمت کی ہستی تو مجھ پر آشکار ہے۔

باخدا در پردہ گویم، باتو گویم آشکار یارسول اللہ! او پنہاں و تو پیدائے من[10]

"یارسول اللہ! میں تو اللہ سے بھی آپؐ کے توسط سے بات کرتا ہوں، کیونکہ وہ میری آنکھ سے پنہاں ہے۔ اور آپؐ میرے سامنے ظاہر ہیں"

اقبال کا یہ کہنا اس لیے بھی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی عملی تفسیر تھے آپؐ کوئی بات بھی اپنی مرضی سے نہ کہتے، بلکہ اللہ کے حکم کو لوگوں تک پہنچانے کا ذریعہ تھے۔ اللہ نے قرآن میں جہاں حضرت محمدؐ کی عظمت و فضیلت بیان کی اور جہاں اپنی اطاعت کا ذکر کیا وہیں اتباعِ رسول کو لازم قرار دیتے ہوئے فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا"[11]

"جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حکم مانا بے شک اُس نے للہ (ہی) کا حکم مانا، اور جس نے رُو گردانی کی تو ہم نے آپؐ کو اُن پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔"

اور سورہ انفال میں بھی فرمادیا گیا:

"اے ایمان والو! تم اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس سے رو گردانی مت کرو۔"[12]

یہی وجہ ہے کہ اقبال ان کی سیرت طیبہ کی پیروی کو وجہ نجات تصور کرتے ہیں۔ قرآن میں اطاعتِ الٰہی کے ساتھ رسولؐ سے محبت کو ایمان کا لازمی جزو قرار دیا گیا اقبال اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے کہ جہاں دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے اللہ کی وحدانیت کو ماننا ضروری ہے وہیں ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر ہمارا ایمان مکمل ہو ہی نہیں سکتا ایک حدیث میں بھی آپؐ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب اور عزیز نہ ہو جاؤں۔"[13]

می توانی منکر یزداں شدن　　منکر از شان نبی نتواں شدن[14]

"تو (اے مخاطب) کسی نہ کسی طرح خدا کا تو منکر ہو سکتا ہے۔ لیکن رسالت محمدی کا منکر نہیں ہو سکتا"

قرآن سیرت النبیؐ کا اولین مآخذ ہے۔ آپؐ کو قرآن کی عملی تفسیر بنا کر مبعوث کیا گیا، اقبال اس حقیقت سے بخوبی آشنا تھے کہ راہ نجات کے لیے اور شفاعت کے لیے نبی اکملؐ سے بڑھ کر کوئی اہم نہیں۔ انھیں آپؐ سے بے پناہ محبت تھی حتیٰ کہ اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ بروز قیامت میرے محبوب کے سامنے میرے گناہوں کی بخشش کر دینا میں اس کے سامنے اس کے امتی کی حیثیت سے شرمسار نہیں ہونا چاہتا۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر　　روزِ محشر عذر ہائے من پذیر

در حسابم را تو بینی ناگزیر　　از نگاہ مصطفیٰؐ پنہاں بگیر[15]

"اے خداوند قدوس تو تو دونوں جہاں سے بے نیاز ہے اور میں فقیر و محتاج ہوں۔ تیری بے نیازی کا تقاضا تو یہ ہے کہ محشر کے دن میرے عذر قبول فرما۔ اور اگر میرا حساب لینا ضروری ہے تو (میرے محبوب) محمد مصطفیؐ کی نظروں سے پوشیدہ لینا۔ تاکہ میرے محبوب کے سامنے مجھے شرمندہ نہ ہونا پڑے"

2۔شمائل نبویؐ:

علامہ اقبال نے آپؐ کے شمائل کو بیان کرنے میں روایتی طرز اختیار کرنے کے بجائے اپنا انفرادی انداز اپنایا، جیسا کہ آپؐ کے سراپا اور حسن و جمال کو ہر دور کے شعرانے موضوع شعر بنایا حتیٰ کہ عہد نبویؐ میں ثناخوانِ مصطفیؐ نے آپؐ کی مدح و توصیف میں اشعار کہے، ان میں ایک جلیل القدر صحابی حضرت حسّان بن ثابتؓ بھی تھے جنھیں "شاعر رسولؐ" کا خطاب ملا۔ آپؓ نے رسول اکرمؐ کے حسن و جمال کے حوالے سے فرمایا:

اَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطّ عَیْنِی اَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدَ النِّسَاء

خُلِقْتَ مُبراً مِنْ کُلّ عَیْبِ کانَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَما تَشَاءُ[16]

"آپ سے زیادہ خوب رو میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی آپؐ سے زیادہ صاحب جمال کو عورتوں نے کبھی جنا ہے۔آپؐ ہر طرح کے عیوب و نقائص سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا کہ آپؐ اپنی حسب خواہش پیدا ہوئے ہیں"

اقبال نے اپنے وصف شعری کو استعمال کرتے ہوئے قرآن کریم کو اساس بنایا اس لیے یہ کہنا بجا ہے کہ علامہ کا یہ نظریہ خود قرآن سے ماخوذ ہے جہاں جمالیات کا خالق اور اس سے محبت رکھنے والا استعاراتی پیرائے میں آپؐ کے رُخ زیبا کی ستائش ان الفاظ میں کر رہا ہے:

وَ الضُّحٰی۔ وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی۔مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی[17]

"قسم ہے چاشت (کی طرح چمکتے ہوئے چہرۂ زیبا) کی۔اور سیاہ رات (کی طرح شانوں کو چھوتی ہوئی زلفوں) کی۔آپؐ کے رب نے (جب سے آپؐ کو منتخب فرمایا ہے) آپؐ کو نہیں چھوڑا اور نہ (جب سے آپؐ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہی ہوا ہے۔"

اس کائناتِ رنگ و بو کا حسن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رہینِ منت ہے، اسی کے فیض سے اس جہاں میں حسن کے سبھی استعارے قائم ہیں۔ آپؐ کے اسی رُخِ انور کی تجلیوں کا بیان علامہ اقبال نے "جاوید نامہ" میں اس خوبصورت پیرائے میں کیا:

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بُو　　آن کہ از خاکش بروید آرزو
یاز نورِ مصطفیؐ اُو را بہا است　　یاہنوز اندر تلاشِ مصطفیؐ است [18]

"اس جہانِ رنگ و بو میں جہاں بھی دیکھیں، اس خاک سے جو بھی آرزو ہویدا ہوتی ہے، وہ یا تو نورِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چمک رہی ہے یا ابھی تک مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں ہے"

3۔ خصائل نبویؐ:

اقبال نبی آخر الزماں کی صفتِ رحمت کے ثناخواں بھی رہے اور کیوں نہ ہو جب کہ آپؐ کے اوصاف و، کمالات اور فضائل و خصائل کا بیان قرآن کریم میں بارہا ملتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیا جیسا کہ سورۃ "الانبیاء" میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ [19]

"اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپؐ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر"

اقبال آپ کو احسن الخالقین کی تخلیق کا شہکار قرار دیتے ہیں جس کو رحمت، جمال اور کاملیت سے آمیز کر کے حسنِ تخلیق کا نمونہ پیش کیا گیا، وہ تمام صفات جو انبیا کرام کو الگ الگ دی گئیں آپ میں جمع کر دی گئیں:

خلق و تقدیر و ہدایت ابتدا است　　رحمۃ للعالمینی انتہا است [20]

"مخلوق، تقدیر اور ہدایت تخلیق کے مراحل میں اول درجہ جب کہ رحمۃ للعامین کمالِ تخلیق کے انتہائی درجے پر ہیں"

اسی طرح سورہ "توبہ" میں آپؐ کی شفقت و محبت کے حوالے سے فرمایا:

لَقَدْ جَآئَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَئُوْفٌ رَّحِيْمٌ [21]

"بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزو مند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق، بے حد رحم فرمانے والے ہیں"

اقبال نے رحمتِ عالمؐ کی انہی صفات کو موضوع شعری بنایا اور آپؐ کی توصیف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ہست شانِ رحمتِ گیتی نواز　　آرزو دارم کہ میرم در حجاز[22]

"وہ ایسی شان والا ہے کہ جو سب جہانوں کے لیے رحمت عالم ہے۔ میری یہ آرزو ہے کہ میں بھی حجازِ مقدس جاؤں"

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز تھے۔ حضورؐ کے حسن خلق کو آپؐ کے بد ترین دشمن بھی تسلیم کرتے تھے۔ اللہ رب العزت نے آپؐ کے خلق کے بارے میں فرمایا:

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ[23]

"اور بے شک آپؐ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزیّن اور اَخلاقِ اِلٰہیہ سے متصف ہیں"

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر　　وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ[24]

4۔ حقوق انسانی پر زور:

اقبال ایک سچے عاشق رسولؐ تھے اور ان کی زندگی کی بہت بڑی خواہش تھی کہ وہ روضہ رسولؐ پر حاضری دیں لیکن ان کی یہ خواہش ان کی زندگی میں پوری نہ ہو سکی۔ اسی خواہش کا اظہار ان کے اس شعر سے ہوتا ہے۔ حقوق انسانی پر آپؐ نے خصوصی توجہ فرمائی جیسا کہ نبیؐ اکرم نے ماں کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا جنت ماں کے قدموں تلے ہے اور اپنی رضائی والدہ کی خدمت اور احترام میں کبھی کمی نہیں آنے دی۔ اقبال آپؐ کی اس خوبی کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

گفت آں مقصود حرفِ 'کن فکاں'　　زیر پائے اُمہات آمد جناں[25]

"حضورؐ جو کائنات کے مقصود تھے وہ فرماتے ہیں کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے"

اقبال نے اپنی والدہ کی وفات پر ایک نظم "والدہ مرحومہ کی یاد میں" تحریر کی جس میں انھوں نے ماں سے محبت بھرے جذبات اور اس کے بلند مقام کو پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو شخصی اوصاف میں جامعیت و کاملیت عطا کر کے کل جہان کے لیے قرآنی تعلیمات کا ایک عملی نمونہ بنا دیا۔ صدیوں سے باہم دست و گریباں اہل عرب کو دین کے نام پر باہم محبت واُلفت کی اُس لڑی میں پرو دیا جس نے رنگ و نسل کے امتیازات سے ماورا ہو کر اسلام کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تو مشرق و مغرب میں اسلام کی سرفرازی کے علم بلند کر دیے۔ وہیں آپؐ کو شفاعت کا حق دیا۔ آپؐ کو آخری نبی بنا کر بھیجا گیا آپؐ کی ہستی چلتا پھرتا قرآن تھی۔ اقبال نے حضورؐ کی سیرت کو قرآن کے آئینے میں سمجھنے کی کوشش کی ہے کیونکہ اس کی تفہیم کے بغیر دین کو سمجھنا بھی ممکن نہیں:

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل، جس نے غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا[26]

علامہ اقبال نے مساواتِ نبویؐ کو اپنی شاعری کا موضوع بنا کر اسے فلاح و بقائے انسانی کے لیے ضروری قرار دیا۔ آپؐ نے دنیا کو انسانی مساوات کا اعلیٰ ترین نمونہ بنا کر پیش کیا۔ آپؐ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو آزاد کر کے اپنا متبنّٰی بنایا، حضرت بلالؓ حبشی کو مؤذن بنا کر اس مقام پر فائز کیا جہاں کبار صحابی کرام آپؓ کو سیدنا کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ اقبال نے "رموز بے خودی" میں "عرض حال مصنف بحضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا ہے:

در جہان شمع حیات افروختی بندگاں را خواجگی آموختی

بے تو از نابود مندیہا خجل پیکران ایں سرائے آب و گل

تا دم تو آتشے از گل کشود تودہ ہائے خاک را آدم نمود

ذرہ دامن گیر مہر و ماہ شد یعنی از نیروے خویش آگاہ شد[27]

"آپؐ کے مبارک چہرے کی بدولت یہ جہاں درخشاں ہے۔ سب آپؐ کے غلام ہیں۔ آپؐ کی مبارک ہستی کی بدولت اس کائنات کی عزت ہے اور آپؐ کا فقر اس کائنات کی دولت ہے۔ آپؐ نے زندگی کو روشن کیا

اور غلام ولاچار کو آقا بننے کا طریقہ سکھایا۔ آپؐ کے بغیر یہ دنیا بے وقعت تھی، سب مٹی کے ڈھیر تھے۔ بے حیثیت لوگوں کو عرفان ذات مل گئی۔ گویا ذرے کو آفتاب بنادیا"

در نگاہِ او یکے بالا و پست　　　با غلام خویش بر یک خوان نشست[28]

"آپؐ کی نظر میں پست و بلند سب برابر تھے۔ اور غلام کے ساتھ بیٹھ کر ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھاتے"

عفو در گزر آپؐ کی صفت جمالی ہے آپؐ نہایت نرم گفتار، شگفتہ لہجے کے مالک اور انتہائی متحمل مزاج کی شخصیت تھے۔ آپؐ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے۔ غلاموں کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیتے۔ آپؐ کی اسی نرم مزاجی، اور نرم گفتار نے اُن کے حریفوں کو بھی اطاعت پر مجبور کر دیا۔ اقبال آپؐ کی اس صفتِ کریمی کے بارے میں فرماتے ہیں:

درونِ او دلِ درد آشنائے　　　چو جوئے در کنارِ کوہسارے[29]

"ان کا دل درد آشنا تھا جیسے اک ندی پہاڑ کے ساتھ ہو۔) دشمنوں کے سامنے آپؐ پہاڑ جیسی مضبوط شخصیت کے مالک تھے وہ حق و باطل کے معرکے میں انصاف کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن میں آپؐ کی ذات اقدس کی خوشخبری دینے والی صفات کے حوالے سے فرماتے ہیں:
یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًاo۔ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا[30]

"اے نبیؐ (مکرّم!) بے شک ہم نے آپؐ کو (حق اور خَلق کا) مشاہدہ کرنے والا اور (حُسنِ آخرت کی) خوش خبری دینے والا اور (عذابِ آخرت کا) ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اُس کے اِذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور منوّر کرنے والا آفتاب (بنا کر بھیجا ہے)"

علامہ اقبال آپؐ کی سیرت کی رعنائی اور معجزاتِ نبویؐ کو اپنے ایک شعر میں سمیٹتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

آنکہ مہتاب از سرانگشتش دونیم　　　رحمتِ اُو عام واخلاقش عظیم[31]

"وہی ہیں جنھوں نے چاند کو اپنی انگلیوں (کے اشارے) سے دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا۔ ان کی رحمت عام تھی اور ان کا اخلاق عظیم تھا"

قرآن میں سورۃ "القمر" (1۔3) اور حدیث میں بھی حضورؐ کے شق القمر کا معجزہ پیش کیا گیا ہے۔ آپؐ

نے اہلِ مکہ کے کہنے پر ان کے سامنے چاند کو انگلی سے دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا تھا۔اس کے باوجود کافر آپؐ پر ایمان نہ لائے۔ کلام اقبال میں سیرت النبیؐ کے بہت سے پہلوؤں اور اوصافِ نبویؐ کو یک جا کر کے بیان کر دیا گیا ہے، جن میں سے ایک "خاتم المرسلین" ہونے کی صفت بھی ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل کر کے انسانیت کے لیے اپنی رُشد و ہدایت کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا اور آپؐ کی ہستی کو قیامت تک کے لوگوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ بنا دیا جس میں اب مزید کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔اسی طرح آپؐ کی ذاتِ مبارک کو انسانیت کی معراج عطا کر دی گئی۔اللہ تعالیٰ سورۃ "بنی اسرائیل" میں فرماتے ہیں:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ[32]

"وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرّب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجدِ اقصیٰ تک لے گئی جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے تاکہ ہم اس (بندۂ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بے شک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے"

آپؐ جب معراج پر گئے تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ مردِ مومن سات آسمان سے بھی آگے تک رسائی رکھتا ہے۔ حضورؐ کے واقعہ معراج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبال لکھتے ہیں:

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے   کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں[33]

آپؐ کی معراج کے ذریعے درحقیقت معراجِ انسانیت کا اک نیا باب رقم کر دیا گیا، جسے اقبال نے ایک شعر میں یوں بیان کیا:

ولیکن من ندانم گوہرم چیست   نگاہم برتراز گردوں، تنم خاک[34]

"اور میں نہیں جانتا کہ میرا گہر یا موتی کیا ہے میری نگاہ آسمانوں سے بلند تر ہے جب کہ میرا جسم خاکی ہے"

اس شعر میں اقبال ایک مرد مومن کے خاکی وجود رکھنے کے باوجود اس کی بلند پروازی کی نشان دہی کرتے ہیں۔دراصل یہاں بھی حضورؐ کے واقعہ معراج کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔وہ آپؐ کی ہستی کو مومن کامل کے روپ میں پیش کرتے ہیں خاص طور پر خودی ک کا مرکز آپؐ کی شخصیت کو قرار دیتے ہیں:

خودی کی جلوتوں میں مصطفائیؐ   خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسماں و کرسی و عرش   خودی کی زد میں ہے ساری خدائی![35]

اقبال نے آپؐ کی بے مثال اور ہمہ جہت شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔اللہ نے انھیں آخری نبی بناکر دین کو مکمل کر دیا-اقبال کے نزدیک دین زندگی کے راستے کی تقویم ہے اور دین محمدؐ اور حضرت ابراہیم کی کامیاب زندگیوں کا راز ہے۔علامہ آپؐ کے انسانیت پر احسانات کا ذکر کرتے ہیں، جن کی بدولت انسان کو حقیقتاً اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز کیا گیا،انسانوں کو غلامی سے نجات ملی۔گوہر ملسیانی نے اقبال کی آپؐ اور اسلام سے محبت کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے:

"اقبال کی تقریباً تمام شاعری اسلامی جذبات کی شاعری ہے۔حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے عملی پہلو، ان کے کلام میں موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔۔۔علامہ نے اپنے اشعار میں انسانیت کو عمل کا پیغام دیا ہے۔ ان کا مردِ مومن سرورِ کونین ﷺ کے اسوہ حسنہ اور سیرت و کردار کا حامل انسان ہے۔اقبال کو سیرتِ طیبہ کے وہ انداز از حد مرغوب تھے جن میں حرکت اور عمل کی دعوت ہے۔"[36]

نبی اکرمؐ کا وجود اطہر اس روئے زمیں پر رحمتِ ایزدی کا عملی اظہار ہے۔آپؐ نے لوگوں کے دلوں کو "لاالٰہ الااللہ" سے وہ قوت و بینائی عطا کی جس نے مسلمانوں میں عالمگیر اخوت کے جذبے کو فروغ دیا۔اُن میں اُلفت پیدا کی اور انہیں جسم واحد کی مانند قرار دیا جس کے ایک حصے میں تکلیف ہو تو سارا جسم اُس کی تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔آپؐ نے عرب و عجم کی تفریق مٹا کر سب کو علمِ اسلامی تلے یوں جمع کیا کہ قیصر و قصریٰ بھی اُن کے سامنے جم کے کھڑے نہ ہو سکتے تھے:

شش جہت روشن زتابِ روئے تو ترک وتاجیک و عرب وہندوے تو[37]

"شش جہات مراد دنیا کے چاروں طرف آپؐ کے رخ انور کا عکس ہے۔ترک اور تاجیک اور عرب اور ہند ہر طرف آپؐ ہی آپؐ ہیں"

اقبال حضرت محمدؐ کے روحانی فیض کے بھی معتقد تھے۔اس سلسلے میں وہ اپنے دوست صلاح الدین محمد الیاس برنی کے نام مورخہ ۱۳ جون 1936ء کے ایک خط میں اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں:

"۳ اپریل کی رات، کی رات، ۳ بجے کے قریب(میں اس شب بھوپال میں تھا) میں نے سر سید علیہ الرحمتہ کو خواب میں دیکھا۔پوچھتے ہیں تم کب سے بیمار ہو؟میں نے عرض کیا دو سال سے اوپر مدت گزر گئی۔فرمایا حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کرو۔میری آنکھ اسی وقت کھل گئی اور اس عرض داشت کے چند شعر ،جواب طویل ہو گئی ہے،میری زبان پر جاری ہو گئے۔انشاءاللہ ایک مثنوی فارسی 'پس چہ باید کرد اے اقوام

شرق'نام کے ساتھ یہ عرض داشت شائع ہو گی۔ ۴ اپریل کی صبح سے میری آواز میں کچھ تبدیلی شروع ہوئی ۔اب پہلے کی نسبت آواز صاف تر ہے اور اس میں وہ رنگ (ring) عود کر رہا ہے، جو انسانی آواز کا خاصہ ہے۔"[38]

اقبال حضورؐ کے فیض سے نہ صرف ذاتی طور پر مستفید ہوئے بلکہ ان کی دلی خواہش تھی کہ پوری ملتِ اسلامیہ ان کی ذات سے فیض یاب ہو۔اس حوالے سے اُن کی مناجات بھی ملتی ہیں :

کرم اے شہِ عرب و عجم، کہ کھڑے ہیں منتظرِ کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے، جنھیں دماغِ سکندری[39]

مذکورہ بالا شعر میں بھی اقبال آپؐ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے عرب و عجم کے بادشاہ ہم تیرے لطف و کرم کے منتظر ہیں۔ یہ ایسے گدا ہیں جنھیں تو نے سکندر اعظم جیسا دماغ اور دانائی عطا کی ہے۔ علامہ زوال پذیر معاشرے میں مسلمانوں کے عروج اور اسلام کی نشات ثانیہ چاہتے ہیں اقبال اپنے کلام کے ذریعے اس دین محمدیؐ کی سربلندی کے لیے دن رات کوشاں رہے جس کے لیے اللہ نے آپؐ کو اس دنیا میں آخری نبی بنا کر بھیجا۔اب ہم اس دین کی سربلندی کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟اس کا اندازہ اقبال کے اس خط سے لگایا جا سکتا ہے جو انھوں نے سید غلام میراں شاہ کے نام ۲۹ مارچ ۱۹۳۰ء کو تحریر کیا:

"دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اس امر کی توفیق دے کہ آپ اپنی قوت، ہمت، اثر، رسوخ اور دولت و عظمت کو حقائق اسلام کی نشر و اشاعت میں صرف کریں۔اس تاریک زمانے میں حضور رسالت مآب ﷺ کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے"[40]

اقبال کے شعری سرمایے میں ایسی نظمیں اور اشعار ملتے ہیں جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح، اخلاق و کردار اور آپ کے اوصاف کے حوالے سے مدحت پائی جاتی ہے۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری کلامِ اقبال میں اخلاق و سیرت نبویؐ کے بیان کا جائزہ لیتے ہوئے رقم طراز ہیں :

''ان کی پوری شاعری کا حقیقی محور سیرت محمدیؐ اور اسوۂ رسولؐ ہے۔ حتیٰ کہ ان کے فلسفہ خودی کا اصل الاصول بھی یہی ہے۔ اسرار خودی سے لے کر جاوید نامہ تک ان کا کلام دیکھ جایئے، اس محور سے انحراف مشکل سے کہیں ملے گا۔ ان کا کلام صاف بتاتا ہے کہ ان کے فکر و فن کا نقطہ آغاز بھی رسالت ہے اور نقطۂ ارتقا و اتمام بھی رسالت ہے۔ ان کی شاعری رسمی انداز کے نعتیہ شاعری نہیں

بلکہ ذات وصفات محمدیؐ کے بیان کے ساتھ ساتھ دین مصطفویؐ کے اساسی پہلوئوں کی بھی مظہر بن گئی ہے۔ان پہلووں کی تشریح وتوضیح میں اکثر جگہ آنحضرت کے اخلاق وسیرت کا ذکر آیا ہے اور اقبال کی طبعِ عاشقانہ اور مزاج شاعرانہ نے ہر جگہ اس ذکر میں ایک خاص قسم کا لطف سمودیا ہے۔چنانچہ اس ذکر میں اقبال کے یہاں بہت سے اشعار، بہت سے ٹکڑے اور بہت سے ایسے قطعات مل جاتے ہیں جو اقبال کو ایک بلند پایہ نعت نگار ثابت کرتے ہیں۔''[41]

اقبال نے آپؐ کی عظمت ورفعت کو اپنے اشعار میں سمو کر بیان کرتے ہوئے ان کے پیغام ونام کی عظمت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا:

رفعتِ شانِ'رفعنا لک ذکرک'دیکھے چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے[42]

الغرض علامہ اقبال جیسے نابغہ روزگار شاعر وفلسفی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی کی جامعیت وسعت اور رفعت کو اپنے منفرد فکری وشعری اسلوب میں ڈھال کر امت مسلمہ کے لیے ایک مثال بنا کر پیش کی جس کی پیروِی میں قوم کی فلاح ونجات کا راز پنہاں ہے۔اقبال نے خود اپنے کلام سے اسم محمدؐ کے فروغ اور سیرتِ مطہرہ کے مختلف گوشوں کو اپنے قاری پر عیاں کرنے کی سعی کی، جس میں وہ بہت حد تک کامیاب بھی رہے۔اور وہ ہستی جس کے نام کو تا قیامت باقی رکھنے کے فیصلے کی توثیق قرآن نے کردی اُس کے کل عالم میں فروغ کو کون روک سکتا ہے۔

حوالہ جات

[1] الم نشرح، ۹۴ :۴

[2] محمد ثانی، ڈاکٹر حافظ، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی، غیر مسلم حلقوں کے اعتراضات وشبہات کا علمی اور تحقیقی جائزہ۔ کراچی: دارالاشاعت، ۲۰۰۲ء، ص ۱۷

[3] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج/۱۴۔ ۱ص/۴۷، لاہور، دانش گاہ پنجاب، ۱۹۸۰ء

[4] فقیر، سید وحید الدین، روزگار فقیر، جلد اول، کراچی سپننگ ملز، 1964ء، ص 94-95

[5] محمد عبدالرشید، پروفیسر سید، اقبال اور عشق رسولؐ، دہلی: اعتقاد پبلشنگ ہاوس، ۱۹۷۷ء، ص ۴۸

[6] محمد طاہر فاروقی، ڈاکٹر، اقبال اور محبت رسول ﷺ، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، 2009ء، ص اول

[7] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال فارسی، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص 19

[8] محمد عثمان، پروفیسر، اقبال کا فلسفۂ خودی (بنیادی تصورات)، دہلی، شاہین بک ڈپو، 1983، ص 33

[9] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، اردو، لاہور، اقبال اکادمی، 1994ء، ص 754

[10] ایضا، فارسی، ص 353

[11] النساء، 80:4

[12] الانفال، 20:7

[13] بخاری، محمد بن اسماعیل (۲۵۶ھ)، صحیح بخاری، حب الرسولؐ من الایمان، ۱۴:۱

[14] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، فارسی، ص 58

[15] عطاءاللہ، شیخ، مرتبہ، اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال، یک جلدی، لاہور، اقبال اکادمی، 2012ء، ص 256

[16] حسان بن ثابتؓ، حضرت، دیوان، لبنان، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1994ء، ص 21

[17] الضحیٰ، 93:1-3

[18] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، فارسی، ص 716

[19] الانبیاء، 107:21

[20] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، فارسی، ص 715

[21] التوبہ، 128:9

[22] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، فارسی، ص 175

[23] القلم، 4:68

[24] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، اردو، ص 363

[25] ایضا، ص 150

[26] ایضا، ص 363

[27] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، اسرار و رموز، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1973ء ص 166

[28] ایضا،کلیات اقبال،فارسی،ص643

[29] محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،پیام مشرق،لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز،ص۱۹۹

[30] الاحزاب،33:45-46

[31] محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،کلیات اقبال فارسی،ص132

[32] بنی اسرائیل،17:1

[33] محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،کلیات اقبال،اردو،ص364

[34] ایضا،فارسی،ص206

[35] ایضا،اردو ص408

[36] گوہر ملسیانی،عصرِ حاضر کے نعت گو،جلد اول،لاہور،بیت الحکمت،2013ء،ص79

[37] محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،کلیات اقبال فارسی،ص166

[38] عطااللہ، شیخ،مرتب،اقبال نامہ،یک جلدی،اقبال اکادمی،ص305۔306

[39] محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،کلیات اقبال،اردو،ص280

[40] عطااللہ، شیخ،مرتب،اقبال نامہ،یک جلدی،ص211

[41] فرمان فتحپوری،ڈاکٹر،اردو کی نعتیہ شاعری،لاہور،آئینہ ادب،1974ء،ص۷۵-۷۷

[42] محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،کلیات اقبال،اردو،ص236